مدیر کے نام

حافظ محمد لقمان ' راجن پور

'پاکستان کی معاشی ترقی اور خوش حالی' (جون ۲۰۰۶ء) پاکستان کی معاشی بدحالی پر بے لاگ تبصرہ ہے۔ 'تحریک اور رکنیت' سے تحریک اسلامی کی فکر اس کے تصورات' اہداف اور رکنیت کے اہم تقاضوں کی اچھی تذکیر ہوئی اور بجا توجہ دلائی گئی کہ اس راہ میں اصل قوت داعیانہ اضطراب اور بے چینی ہے۔ 'مجلس عمل کی پارلیمانی جدوجہد کے چار سال' میں پارلیمانی جدوجہد کا اچھے انداز سے احاطہ کیا گیا ہے۔

شفیق الرحمٰن انجم 'قصور

'امریکا: اسرائیل نواز لابی کی گرفت میں' (جون ۲۰۰۶ء) اپنی نوعیت کی منفرد رپورٹ اور اہم ترین موضوع ہے جس پر اطہر وقار عظیم نے قلم اٹھایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب امریکا میں بھی یہ تشویش بڑھتی جارہی ہے کہ اسرائیل نے امریکا کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ صہیونیت کے مذموم عزائم اب ڈھکے چھپے نہیں رہے اور ان کے خلاف آواز توانا ہو رہی ہے۔

اظہر کمال بلوچ ' اسلام آباد

'تہذیبوں کا تصادم، حقیقت یا واہمہ؟' (مئی ۲۰۰۶ء) میں آپ نے جو منظرنامہ پیش فرمایا' واقعتاً وہ ہمارا آنے والا کل ہے۔ اس کے لیے بھرپور تیاری کی ضرورت ہے۔ سیاسی میدان کی جزوی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اجتماعی و انفرادی سطح پر زندگیوں میں 'اللہ کا رنگ' بھرنے کی ازحد ضرورت ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا' انفارمیشن ٹکنالوجی اور علم کا ہر جدید میدان خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔

شمس العارفین ' سیالکوٹ

'تہذیبوں کا تصادم، حقیقت یا واہمہ؟' پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مارچ کے اشارات 'شیطانی کارٹون: تہذیبی کروسیڈ کا زہریلا ہتھیار' کو سامنے رکھیں تو اس مضمون کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔ بحیثیت مجموعی تجزیے سے اختلاف مشکل ہے' تاہم اتنا عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ یہ بعد از وقت مشورہ ہے۔ اس لیے کہ یہ جنگ مغربی و امریکی ساہوکاروں نے تہذیبوں کی جنگ بنادی ہے اور اُمت اب اس جنگ میں ایک فریق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جنگ کا آخری معرکہ 'مغرب اور اسلام' کے درمیان ناگزیر ہے۔ ہمیں اس وقت کے لیے اپنی قوتوں کو مجتمع کرنا ہے۔

عبدالواحد، قصور

ترجمان القرآن کے قارئین کے لیے یہ تجویز بھی مفید رہے گی کہ وہ ایک دعوتی حلقہ بنالیں جو ۱۰، ۱۵ افراد پر مشتمل ہو۔ یہ دعوتی حلقہ گھر، مسجد، ادارہ یا محلے کی سطح کا ہوسکتا ہے۔ ہفتے میں ایک دو مرتبہ باقاعدگی سے ترجمان القرآن کے مضامین کا اجتماعی مطالعہ کیا جائے۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ دیکھیں گے کہ شرکا کی علمی سطح بلند ہورہی ہے، دین کے فہم میں اضافہ، اُمت کے لیے تڑپ اور احیاے دین کی جدوجہد کے لیے جذبہ بیدار ہورہا ہے۔ اس دعوتی حلقے کی بنیاد پر قرآن کلاسز جیسے ہمہ پہلو نوعیت کے پروگرام کا آغاز نسبتاً زیادہ مؤثر ثابت ہوگا۔

محمد ریاض، جرمنی

مسلم دنیا میں عیسائی ایک معمولی سی اقلیت ہیں لیکن انھیں ہر جگہ بے پناہ سہولتیں میسر ہیں، اور ہمارے حکمران انھیں مزید بہت کچھ عطا کیے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف ان لوگوں کی جمہوریت اور اسلام دشمنی کی کیا کیفیت ہے، اس کی عکاسی ذیل کے واقعے سے بخوبی ہوتی ہے۔

برلن کے علاقے Panko Heinerspor (سابقہ ایسٹ برلن) میں کچھ لوگوں نے ایک پرانی فیکٹری جو اَب بالکل کھنڈر ہوچکی ہے خریدی تاکہ وہاں مسجد کی تعمیر کی جاسکے۔ اس سے پہلے کہ تعمیر شروع ہو، مسجد کمیٹی نے وہاں کے قرب وجوار کے رہنے والوں کے ساتھ تبادلۂ خیال کا اہتمام کیا۔ مقامی پولیس کا ایک بڑا افسر بھی وہاں موجود تھا۔ کم و بیش ۸۰۰ لوگ جمع تھے جو وہاں مسجد بننے کے خلاف زبردست احتجاج کر رہے تھے۔ مظاہرین میں ہر عمر کے لوگ شامل تھے۔ جرمن ٹیلی ویژن کی ٹیم وہاں موجود تھی۔ یہ ۱۹ اپریل ۲۰۰۶ء کا واقعہ ہے۔ اس نے مظاہرین سے مختلف سوال جواب کیے۔ ایک ۵۰ سالہ شخص کہنے لگا: یہ لوگ دہشت گرد ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ہمارے علاقے میں مسجد بن سکے۔ مسجد کی آڑ میں یہ القاعدہ کے تربیتی کیمپ کھولیں گے۔ ایک نوجوان لڑکی کہنے لگی کہ ہماری کوشش ہے کہ جرمنی میں جو خواتین اسکارف لیتی ہیں ان کے سروں سے بھی اسکارف اتارا جائے، اور یہ لوگ ہمارے علاقے میں مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ اب تو ہم انھیں جرمنی میں رہنے بھی نہ دیں گے۔ ایک نے کہا: میرے لیے یہ ناممکن ہے کہ میں ہائی وے Auto Bahn سے اپنے گھر آنے کے لیے نیچے اُتروں اور سب سے پہلے میری نظر اس مسجد کے میناروں پر پڑے، ایسا کبھی نہ ہوگا۔ دوسرے نے کہا: اگر مسجد بن گئی تو ہم اس کو جلا دیں گے۔

ٹیلی ویژن کی ٹیم نے مسجد کمیٹی کا موقف جاننے کے لیے رابطہ کیا تو ان کے نمایندے نے جواب دیا کہ ہم جرمنی کے رہایشی اور شہری ہونے کے ناطے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں جس کی ہمیں جرمن آئین اجازت دیتا ہے، اور اس کے مطابق جرمنی کے ہر باشندے کو اپنے مذہب پر چلنے کا پورا حق حاصل ہے۔ آخر ہمیں یہ حق کیوں نہیں؟

آپ خود فیصلہ کریں کہ کون 'بنیاد پرست' ہے؟ البتہ پولیس کے ذمہ دار افسر کا کہنا تھا کہ مسجد کو پولیس کی حفاظت میں بنایا جاسکتا ہے۔